سیریل نمبر:00013-3-24 مؤرخہ:۱۹مارچ،۲۰۲۴

الاستفتاء: کیافرماتے ہیں علمائِ کرام اس مسئلے میں کہ کیامردہ زندوں سے کلام کرسکتاہے یانہیں اور زندہ مردوں کی بات سُن سکتاہے یانہیں اور مردہ قبر میں تلاوتِ قرآن پاک کرسکتاہے یانہیں۔

المستفتی: سید فرحان الحسن سیفی

الجواب ومنہ الصدق والصواب

کلام الموتیٰ

(مُردے بولتے ہیں)

مُردہ زندوں سے کلام کرسکتاہے اور زندہ مُردوں کی بات سُن سکتاہے اور مُردہ قبر میں تلاوتِ قرآنِ پاک کرسکتاہے۔ اور قبر پر آنے والے اپنے زائرین کو بھی پہچانتاہے۔

مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

"اللہ کی مشیت پر موقوف ہے، اللہ کی مشیت سے جس طرح مردے زندہ لوگوں کی بات سن سکتے ہیں اسی طرح اللہ کی مشیت سے مُردوں کی بات زندہ بھی سُن سکتے ہیں اور یہ سننازیادہ تر خواب (نیند) میں ہوتاہے اور گاہے بیداری کی حالت میں بھی ہوجاتاہے اور دونوں قسم کے صحیح واقعات مستند کتابوں میں ملتے ہیں"۔

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ جلیل القدر انصاری صحابی ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلاف میں ان کاوصال ہوا۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ جب ان کاجنازہ تیار کرکے رکھ دیاگیااور نماز کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاانتظار ہونے لگاتو میں نے ارادہ کیاکہ انتظار کے اس وقفے میں دورکعت نماز ہی پڑھ لوں، چنانچہ میں نے

ایک طرف کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کر دی دوسرے لوگ آپس میں باتیں کر رہے تھے اتنے میں جنازے سے آواز آئی: "السلام علیکم انصتوا انصتوا" (یعنی خاموش ہو کر بات سنو) اس کے بعد مرحوم حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک طویل کلام فرمایا جس میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق اور حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بارے میں شہادت دی اور ان کے کچھ اوصاف بیان فرمائے اور اخیر میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ایک پیشین گوئی فرمائی جو بعد میں بالکل حق ثابت ہوئی۔

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے "بعد الموت تکلم" کرنے کا واقعہ اور ان کا وہ پورا کلام قریب قریب ان سب کتابوں میں مروی ہے جو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے احوال میں لکھی گئی ہیں اور آئمہ حدیث وروایت نے اس کو قبول کیا ہے۔ امام بخاری تک نے اس کو ذکر کیا ہے۔

"کما فی الاصابۃ" بحوالہ تذکرہ شاہ عبدالرحیم وشاہ ابو الرضا دہلوی مرتبہ: نسیم احمد فریدی امروہوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مع ضمیمہ "اہلِ قبور کی زندوں سے ہم کلامی" از مولانا محمد منظور نعمانی ص ۱۷۲،۱۷۱) تہذیب، عمدۃ الاخبار، اکفار الملحدین: بحوالۂ: ملفوظاتِ محدث کشمیری، مرتب: سید احمد رضا بجنوری مؤلف انوار الباری ص ۱۲۸ بحوالۂ فتاوی رحیمیہ: ص ۲۰۳۔

مرتبہ: مفتی صالح محمد صاحب رفیق دار الافتاء جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن۔

شیخ الحدیث مولوی محمد زکریا دیوبندی ''فضائلِ صدقات''میں روض الریاحین کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ:

ایک کفن چور تھاوہ قبریں کھود کر کفن چُرایا کرتا تھااس نے ایک قبر کھودی تو اس میں ایک شخص اونچے تخت پر بیٹھے ہوئے قرآن پاک ان کے سامنے رکھا ہوا، وہ قرآن پڑھ رہے ہیں اور ان کے تخت کے نیچے ایک نہر چل رہی ہے، اس شخص پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ بے ہوش ہو کر گر پڑا لوگوں نے اسے قبر سے نکالا تین دن بعد ہوش آیا تو لوگوں نے قصہ پوچھا تو اس نے سارا حال سنایا، بعض لوگوں نے اس قبر کے دیکھنے کی تمنّا کی اس سے پوچھا کہ قبر بتادے اس نے ارادہ بھی کیا کہ ان کو لے جاکر قبر دکھاؤں رات کو خواب میں ان قبر والے بزرگ کو دیکھا کہہ رہے ہیں کہ اگر تونے میری قبر بتائی تو ایسی آفتوں میں پھنس جائے گا کہ یاد کرے گا،اس نے عہد کیا کہ نہیں بتاؤں گا۔[1]

نیز فضائلِ صدقات میں یہ واقعہ بھی مذکور ہے کہ ''شیخ ابو یعقوب سنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میرے پاس ایک مُرید آیااور کہنے لگا کہ میں کل ظہر کے وقت مر جاؤں گا چنانچہ دوسرے دن ظہر کے وقت مسجد حرام میں آیا طواف کیااور تھوڑی دُور جاکر مر گیا، میں نے اس کو غسل دیااور دفن کیا، جب میں نے اس کو قبر میں رکھا تو اس نے آنکھیں کھول دیں، میں نے کہا کہ مرنے کے بعد بھی زندگی ہے، کہنے لگا کہ میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہی رہتا ہے۔[2]

فضائلِ صدقات میں ہی مذکور ہے کہ:

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرید کو غسل دیا اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا میں نے کہا میرا انگوٹھا چھوڑ دے، مجھے معلوم ہے کہ تو مرا نہیں ہے، یہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال

---

[1] (روض الریاحین، فضائل صدقات حصہ دوم ص ۴۷۵)

[2] (روض الریاحین، فضائلِ صدقات ص ۴۷۸ حصہ دوم)

ہے، اس نے میرا انگوٹھا چھوڑ دیا، شیخ ابن الجلاء فرماتے ہیں کہ جب میرے والد کا انتقال ہوا اور ان کو نہلانے کیلئے تختہ پر رکھا تو وہ ہنسنے لگے نہلانے والے چھوڑ کر چل دیئے، کسی کو ہمت ان کے نہلانے کی نہ پڑتی تھی ایک اور بزرگ ان کے رفیق (دوست) آئے تو انہوں نے غسل دیا۔[3]

اس کے بعد شیخ الحدیث صاحب فرماتے ہیں کہ:

غرض صاحبِ روض نے بہت سے واقعات ان مرمٹوں کے ایسے لکھے ہیں جن سے ان کے مرنے کے وقت اور مرنے کے بعد نہایت بشاش ہونا، ہنسنا مذاق کرنا، لطف اُڑانا معلوم ہوتا ہے۔ مرنے کے بعد کلام کرنے کے واقعات حافظ ابن عبدالبر نے استیعاب میں بھی ذکر کیے ہیں۔ حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ! اس میں اختلاف نہیں کہ انہوں نے مرنے کے بعد کلام کیا اور اسی طرح بعض دوسرے صحابہؓ کرام سے بھی نقل کیا ہے۔[4]

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی تصنیف ''شوقِ وطن'' میں ہے:

عن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اما و اللہ الذی لا الٰہ الا ھو لقد ادخلت ثابتا البنانی فی اللحد و معی حمید الطویل فلما سوینا علیہ اللبن سقطت لبنۃ فإذاھو فی قبرہ یصلی و کان یقول فی دعائہ اللھم ان کنت اعطیتہ احدا من خلقت الصلوۃ فی قبرہ فاعطینھا فما کان اللہ لیرد دعائہ۔ (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ)

ترجمہ: حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ قسم اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ کی کھا کر کہتے ہیں کہ میں نے ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان کی لحد میں رکھا اور میرے ساتھ حمید طویل بھی تھے۔ جب ہم نے اُن پر کچی اینٹیں چُنیں تو ایک اینٹ گر پڑی میں دیکھتا کیا ہوں کہ وہ اپنی قبر

---

[3] (روض الریاحین، فضائلِ صدقات ص ۴۷٦ حصہ دوم)

[4] (فضائلِ صدقات ص ۴۷٦ حصہ دوم فتاوی رحیمیہ ص ۲۱۲)

میں نماز پڑھ رہے ہیں اور وہ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے کہ اے اللہ اگر کسی کو آپ نے قبر میں نماز پڑھنا عطا فرمایا ہے تو مجھ کو بھی عطا کیجئے۔ سو خُدا تعالیٰ نے ان کی دُعا رد نہیں فرمائی۔ (بلکہ جیسا موسیٰ علیہ السلام کو یہ دولت عطا فرمائی ہے) (اخرجہ مسلم) اس طرح ان کو عطا ہوئی۔[5]

مولانا سید نور الحسن بخاری دیوبندی "**حیات الاموات**" میں لکھتے ہیں کہ:

حضرات انبیائِ کرام علیہم السلام کی تو شان ہی نرالی اور عظیم ورفیع ہے حقیقت یہ ہے کہ غیر انبیاء کا بھی قبر میں نماز پڑھا اور قرآن پڑھنا ثابت ہے۔ چنانچہ جلیل القدر تابعی حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قبر میں نماز پڑھنا مشہور و معروف واقعہ ہے۔ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سادات تابعین میں سے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص اصحاب میں تھے ان کا فرمان ہے! "ہر شیٔ کی ایک کنجی ہوتی ہے اور ثابت خیر کی کنجی ہے"۔ دنیا کے سب سے بڑے عابد مشہور تھے۔ صائم الدھر تھے دن رات میں پورا قرآن ختم کرتے تھے۔ ۱۲۳ھ میں وفات پائی۔[6]

ان سے متعلق روایت ملاحظہ ہو:

عن ثابت البنانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ قال اللھم ان کنت اعطیت احدا الصلوۃ فی قبرہ فاعطنی الصلوۃ فی قبری۔[7]

ترجمہ: حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے انہوں نے دعا کی الہٰی! اگر تو نے کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کا شرف عطا فرمایا تو مجھے بھی قبر میں نماز پڑھنے کا شرف عطا فرما۔

---

[5] (شوقِ وطن ص ۲۳، ۴۰، ۳۹ مطبوعہ مکتبۂ اشرفیہ، محمد علی روڈ بمبئ بحوالۂ فتاوی رحیمیہ ص ۲۰۸)

[6] (تابعین، مطبوعہ اعظم گڑھ ص ۶۳)

[7] (طبقات ابن سعد، مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزھد امام احمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ و ابو نعیم، شرح الصدور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ مطبوعہ مصر ص ۷۸، حیات الاموات ص ۶۳)

ابو نعیم کی روایت ہے، جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے "واللہ الذی لا الٰہ الا اللہ" میں حمیدِ طویل کے ساتھ بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر پر تھا "یصلی فی قبرہ" وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ اللہ سے یہ دعا کیا کرتے تھے اللہ نے اس کی دعا قبول کر لی۔ [8]

ابن جریر نے "تہذیب الآثار" میں اور ابو نعیم نے ابراھیم بن الصمہ المہبلی سے روایت کی ہے کہ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر سے گزرنے والے کہتے ہیں کہ ہم نے قبر سے قرأۃ القرآن کی آواز سُنی ہے۔ [9]

ابن مندہ نے بسند روایت کی ہے کہ ابو حماد الحفّار جو ثقہ اور متقی تھے، نے کہا کہ میں نے ایک قبر سے جمعہ کے دن دوپہر کے وقت قرآن کی قرأت سُنی۔

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی "شوق وطن" میں لکھتے ہیں کہ:

عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ قال ان بعض اصحاب النبی ﷺ جلس علی قبر وھو لا یحسب انہ قبر فإذا فیہ انسان یقرأ سورۃ الملک حتی ختمھا فاتی النبی ﷺ فاخبرہ فقال رسول اللہ ﷺ ھی المانعۃ وھی المنجیۃ تنجیہ من عذاب القبر۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے کوئی صحابہ کسی قبر پر بیٹھ گئے اور (بوجہ نشان نہ ہونے کے) ان کو معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے۔ سو دیکھتے ہیں کہ اس میں ایک آدمی ہے جو سورۂ مُلک پڑھ رہا ہے یہاں تک کہ اس کو پورا ختم کیا۔ انہوں نے نبی اکرم

---

8 (شرح الصدور ص ۸۷ ایضًا)

9 (شرح الصدور ص ۸۷)

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو آکر خبر دی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا یہ سورۃ عذاب سے بچانے والی اور نجات دینے والی ہے کہ مُردے کو عذابِ قبر سے نجات دیتی ہے۔[10]

ابو القاسم السعدی نے کتاب "الروح" میں لکھا ہے کہ:

ھٰذا تصدیق من النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بان المیت یقرأ فی قبرہ فان عبداللہ اخبرہ بذٰلک وصدّقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ترجمہ: یہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف سے اس بات کی تصدیق ہے کہ میت اپنی قبر میں قرآت کرتی ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس کی خبر دی اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کی تصدیق فرمائی۔

امام کمال الدین "کتاب العمل المقبول فی زیارۃ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" میں لکھتے ہیں کہ:

ھٰذاالحدیث واضح الدلالۃ علی ان المیت کان یقرأ فی قبرہ سورۃ الملک۔

ترجمہ: یہ حدیث اس بات پر واضح دلالت کرتی ہے کہ میت اپنی قبر میں تلاوت کرتی ہے۔ اس روایت میں بعض اولیاء اللہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اکرام کا ثبوت ہے اور بعض اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے تھے۔ تو بعض کے ساتھ قبر میں نماز کے ساتھ اللہ کے اکرام کا ثبوت ہے۔

فإذا کان من کرامۃ اللہ لاولیائہ تمکین من الطاعۃ والعبادۃ فی القبر فالانبیاء بطریق الاولی۔

مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں کہ:

ان کثیرا من الاعمال قد ثبتت فی القبور کالاذان والاقامۃ عند الدارمی وقرأۃ القرآن عند الترمذی الخ۔

---

[10] (اخرجہ الترمذی، شوق وطن ص ۴۰، ۲۴، ۲۳، فتاوی رحیمیہ ص ۲۰۸)

ترجمہ: قبروں میں بہت سے اعمال کا ثبوت ملتا ہے جیسے اذان و اقامت کا ثبوت دارمی کی روایت میں اور قرآنِ پاک کی تلاوت کا ترمذی کی روایت میں۔ [11]

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "اخبار الاخیار" میں شیخ محمد ترک نارنومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ وہاں دو شہیدوں کی قبریں ہیں ایک کو بوجہ بلند زمین بلند شہید اور دوسرے کو بوجہ نشیبِ زمین نشیب شہید کہتے ہیں۔ کہ یہ دونوں شہداء حافظ کلام اللہ تھے۔ کہتے ہیں کہ بعض بزرگوں نے ان کی قبروں سے تلاوتِ قرآن کی آواز سُنی ہے جو بطریقِ دَور پڑھتے تھے۔ [12]

صاحبِ خزینۃ الاصفاء شیخ روزبان کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ:

شیخ ابو طاہر جو شیخ روزبان کے اصحاب میں سے ہیں، کہتے ہیں! کہ میں اور شیخ روزبان ہر روز صبح کو قرآن کا دَور کیا کرتے تھے۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو دنیا میری نظر میں تیرہ و تاریک ہو گئی ایک دن میں نے پچھلی رات کو اُٹھ کر نماز پڑھی اور شیخ کی قبر کے سرھانے بیٹھ کر قرآن شریف پڑھنا شروع کیا مگر مجھے اپنی تنہائی اور بے کسی پر رونا آیا اسی حالت میں میں نے شیخ کی قبر سے تلاوت کی آواز سُنی اور جب تک لوگ جمع نہیں ہوئے برابر سُنتا رہا۔ یہی حال ایک عرصہ تک رہا مگر جب میں نے اس کا ذکر ایک دوست سے کر دیا تو اس روز سے آواز کا آنا موقوف ہو گیا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ:

ایک شخص ہر روز بوقتِ سحر اپنے شیخ کے ساتھ دس پارے دَور کرتا تھا اس کے شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وفات پا گئے تو وہ مُرید حسبِ عادت وقتِ سحر شیخ کی قبر پر پہنچا اور پڑھنا شروع کر دیا جب

---

11 (فیض الباری ج ۱ ص ۱۸۳، کتاب العلم باب من اجاب الفتیا۔ مطبع مجلس علمی دابھیل)

12 (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۰۹)

اس نے دس پارے پورے پڑھ لیے تو اس قبر سے آواز آئی کہ شیخ پڑھ رہے ہیں حتیٰ کہ جب دس پارے پورے ہوئے تو شیخ خاموش ہو گئے۔ دَور کا یہ معمول جاری رہا یہاں تک کہ اس شخص نے یہ راز اپنے بعض ساتھیوں پر ظاہر کر دیا تو یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی نظیر حضرت سعید بن المسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے۔[13]

امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت زید بن زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں منقول ہے کہ جب ان کا سرِ اقدس مصر میں دفن کیا گیا تو لوگ ان کی قبرِ اطہر سے تلاوتِ قرآن کی آواز سُنتے تھے۔[14]

امام مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ:

حضرت احمد بن محمد الطوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر سے ہر جمعہ کی شب میں تلاوتِ قرآن کی آواز سُنی جاتی تھی۔[15]

حضرت آمنہ بنت موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبرِ انور سے رات کے وقت تلاوتِ قرآن کی آواز آتی تھی۔[16]

---

13 (مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۹ ص ۲۳۸، ۲۳۷)
14 (الکواکب الدریۃ ج ۴ ص ۳۸۴)
15 (الکواکب الدریۃ ج ۲ ص ۳۸۴)
16 (الکواکب الدریۃ ج ۴ ص ۲۳۰)

امام شعرانی کے جد کریم حضرت علی بن شہاب الدین شعراوی کے متعلق شیخ علی العیاشی جو اہلِ قلب حضرات میں سے تھے، بیان کرتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ وہ امام شعراوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ کے اندر قیام پذیر ہوئے تو انہوں نے سُنا کہ شیخ کی قبر سے تلاوت قرآن کی آواز آرہی ہے۔ شیخ نے سورۃ مریم سے تلاوت شروع فرمائی اور سورۃ رحمن پر اختتام فرمایا جب فجر طلوع ہوئی تو خاموش ہوگئے۔ [17]

مولانا قاری ظہور احمد فیضی "انوار العرفان فی اسماء القرآن" میں لکھتے ہیں کہ:

قبر کے اندر تلاوتِ قرآن کے متعلق بے شمار واقعات ہیں۔ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ تو بہت مشہور ہے متعدد کتب میں مرقوم ہے کہ آپ کی قبر شریف سے تلاوتِ قرآن کی آواز سُنی جاتی تھی۔ [18]

یہ سعادت بھی اس امت کے خواص کو حاصل ہے کہ ان کی قبر پر اگر کوئی شخص تلاوتِ قرآن کرے اور اسے پڑھتے پڑھتے تشابہ لگ جائے یا غلطی ہو جائے تو وہ قبر کے اندر سے غلطی بتلاتے تھے۔

چنانچہ حضرت علی بن عمر الحمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ:

ایک مرتبہ ان کی قبر پر ان کے فرزند حسین بن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے ہوش پائے گئے ایک شخص نے چند ساتھیوں کے ساتھ ملکر انہیں اُٹھایا اور ان کے گھر پر پہنچادیا جب وہ ہوش میں آئے تو ان سے مدہوشی کا سبب دریافت کیا گیا انہوں نے فرمایا کہ میں اپنے ابا حضور کی قبرِ انور پر تلاوت کر

---

17 (الکواکب الدریۃ ج۴ص ۴۵۹)

18 (طبقات الکبری لشعرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ص ۳۶، الکواکب الدریۃ للمناوی قسم اول ج ۱ ص ۲۴۴، حلیۃ الاولیاء ج۲ ص ۳۶۶)

رہا تھا اچانک مجھے غلطی لگی تو میں نے سُنا کہ میرے والد محترم قبر کے اندر سے مجھے لقمہ دے رہے ہیں پس میں اپنے آپ کو قابو نہ رکھ سکا یہاں تک کہ مجھ پر غشی طاری ہو گئی۔[19]

حضرت شیخ احمد بن نصر الخزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۳۷ھ کے حالات میں لکھا ہے کہ:

مسئلہ خلق قرآن میں ان کی آزمائش کی گئی یہاں تک کہ وہ بادشاہ واثق کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

ابراہیم بن اسمٰعیل بن خلف کہتے ہیں کہ جب ان کی گردن تن سے جُدا ہو کر زمین پر آرہی تو میں نے لوگوں کو کہتے ہوئے سُنا کہ ان کا سر قرآن پڑھ رہا ہے۔ میں اس طرف گیا تو وہاں کچھ گھوڑوں پر اور کچھ کھڑے کھڑے ان پر پہرا دے رہے تھے جب سب آنکھیں سو گئیں تو اُن کے سر نے قرآن پڑھنا شروع کر دیا جو کچھ ان سے سُنا گیا اس میں یہ آیت بھی تھی: الم (۱) أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ (العنکبوت ۲) الف لام میم کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کو صرف اتنی بات پر چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ کہیں ہم ایمان لے آئے اور انہیں آزمایا نہیں جائے گا۔ اس پر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔[20]

یہاں یہ واقعہ بھی کافی مناسبت رکھتا ہے کہ حضرت شیخ احمد بن محمد بن عبدالکریم بن عطاللہ سکندری شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۷۰۹ھ کے حالات میں ہے کہ:

ایک مرتبہ ان کی قبر پر مشہور ترین حنفی فقیہ حضرت امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد السیواسی ثم السکندری المعروف بابن الھمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۸۶۱ھ حاضر ہوئے اور سورۃ ھود پڑھنا

---

[19] (جامع کراماتِ اولیاء ج۲ ص ۲۹۰، ۲۸۶)

[20] (صفة الصفوة ج۲ ص۲۳۷، البدایه والنهایه لابن کثیر ج۷ ص ۳۱۶، شرح الصدور ص ۲۱۰، الکواکب الدرية ص ۵۴۰)

شروع کی، جب ان الفاظ پر پہنچے **"فمنهم شقی و سعيد"** (هود: ۱۰۵) تو قبر سے آواز آئی:
"**اکمال! ليس فينا شقی، فاوصی ان يدفن هناک**" اے کمال! ہمارے اندر کوئی شقی نہیں ہے، اس پر امام ابن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وصیت فرمائی کہ انہیں وہاں دفن کیا جائے۔[21]

اللہ تعالیٰ نے آپ کی وصیت پوری کرائی اور آپ کو حضرت ابن عطا اللہ سکندری کی قبر کی غربی جانب دفن کیا گیا۔[22]

مفتی سید عبد الرحیم دیوبندی سے سوال کیا گیا کہ بزرگانِ دین حینِ حیات یا بعد الوفات حج کیلئے یا دیگر مقامات پر جاسکتے ہیں یا نہیں؟

مفتی عبد الرحیم جواب دیتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ کے نیک اور مقرب بندے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے سفر کرسکتے ہیں، حج کے لیے بھی جاسکتے ہیں، مشیتِ الٰہی پر موقوف ہے۔ خود ان کو اختیار نہیں ہوتا اور یہ درجہ یادِ الٰہی، سنت کی پیروی اور اتباعِ شریعت کی برکت سے حاصل ہوتا ہے یہ ان کی کرامت اور حضورِ اقدس ﷺ کا معجزہ ہوگا۔ حقیقتِ السورت میں ہے کہ سورت کے ایک بزرگ شیخ محمد فاضل سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۱۷ھ میں ہوئی اور ۱۳۰۲ھ میں وفات ہوئی، جس روز آپ کی وفات ہوئی وہ عرفہ کا دن تھا آپ فرمارہے تھے کہ میں حج کے لیے جارہا ہوں چنانچہ سورت کے کچھ باشندے حج سے فارغ ہو کر واپس لوٹے تو ان کا بیان ہے کہ ہم نے مولانا صاحب کو حج کے دوران عرفات میں دیکھا تھا۔[23]

---

21 (الکواب الدرية ج۳ص ۱۰)

22 (شرح حکم ابن عطاالله السکندری ص ۲۲)

23 (حقيقت سورت فارسی ص ۹۳، فتاوی رحيميه ج ۱ ص ۲۱۳)

اسی طرح فتاوی رحیمیہ میں اور واقعات بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "کفایۃ المعتقد" میں کہا ہے کہ:

بعض فقہائے صالحین سے فقیہ الکبیر ولی الشہیر حضرت احمد بن موسیٰ بن عجیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر میں سورت نور کی قرآت کی سماعت مشہور ہے۔[24]

اس تحقیق سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ علمائے اعلام، تابعین عظام کے اقوال سے غیر انبیاء کا قبر میں نماز پڑھنا ثابت ہے اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشادات بلکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر و تصدیق سے ثابت ہے کہ غیر انبیاء بھی قبر میں تلاوتِ قرآن مجید کرتے ہیں۔ جب غیر انبیاء کا یہ حال ہے تو حضراتِ انبیائے کرام علیہم السلام کے قبر مبارکہ میں نماز پڑھنے میں کیا شک و شبہ ہو سکتا ہے۔

مولانا محمد شعیب دیوبندی فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک اپنی کتاب "معجزے او دلیلونہ" ص ۲۳۵ میں لکھتے ہیں کہ "الحق" رسالے میں ایک طالبِ علم کی شہادت کا واقعہ چھپا ہے۔ وہ واقعہ اس طرح تھا کہ ایک طالبِ علم مولوی محمد شریف جو زرمل علاقے افغانستان کا رہنے والا تھا، اس نے اپنے والد سے جہاد میں جانے کی اجازت مانگی مگر والد نے اجازت نہیں دی بالآخر والد کی اجازت کے بغیر ہی جہاد پر چلا گیا اور شاہ توری علاقہ ارگون پر پہنچ گیا اور معاون عبد الحمید کے ساتھ حرکتِ انقلابِ اسلامی سے ملکر جہاد میں شریک ہو گیا۔ شدید جنگ شروع ہو گئی اور مختلف مقامات سے مسلمان امداد کے لیے امیر ارسلا خان کی قیادت میں پہنچ گئے۔ یہ طالبِ علم بہت بہادری سے لڑ رہا تھا کہ ایک کلاشنکوف کی گولی اس کے دل پر لگی جس سے وہ شہید ہو گیا۔ سخت سردی اور برف باری کے

---

[24] (شرح الصدور ص ۸۷)

موسم کی وجہ سے اس کی لاش اپنے مورچہ میں دو دن تک پڑی رہی۔ تیسرے دن اس شہید کو اپنے مرکز میں لاکر وہاں دفن کر دیا۔ اس شہید طالب علم کے گاؤں کا ایک دوست زرمل پہنچا تو اس کو اس کی شہادت کی اطلاع ملی پھر اس نے شہید کے والدین کو خبر دی کہ تمہارا بیٹا شہید ہو گیا ہے۔ سات دنوں بعد اس شہید کے دوست نے مرکز میں آکر امیر حرکت انقلابِ اسلامی سے عرض کی کہ اس شہید کا بوڑھا باپ بہت اصرار کر رہا ہے کہ اس کے شہید بیٹے کو یہاں سے نکال کر اس کو دیں تاکہ وہ اسے اپنے گاؤں میں دفن کرے۔ بالآخر بہت اصرار کے بعد امیر نے اجازت دے دی کہ اسے نکال لیا جائے۔ جب اس شہید کی قبر کھودی گئی تو دیکھا کہ اس کا جسم تر و تازہ تھا اور نہایت خوبصورت تھا اور اپنا ہاتھ اُس نے اپنے دل پر رکھا ہوا تھا۔ معاون عبد الحمید کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! میں نے سات مرتبہ اس کے ہاتھ کو سیدھا کیا مگر جیسے ہی میں اس کا ہاتھ سیدھا کرتا وہ فوراً اپنا ہاتھ دل پر رکھ لیتا۔ آخر کار ہم نے اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔ پھر مجاہدین نے اس کی لاش کو اُٹھا کر اس کے گاؤں پہنچا دی۔ جب اس شہید کی لاش اپنے گاؤں پہنچی جہاں بہت سے لوگ جمع تھے تو اس کا بوڑھا باپ اس کے پاس کھڑا اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا پھر اچانک اس کے باپ نے چیختے ہوئے اپنے بیٹے کو مخاطب کیا اے میرے جگر گوشے! اگر تم حق عقیدے اور اچھی نیت کے ساتھ شہید ہوئے اور اگر اللہ رب العزت تم سے راضی ہے تو ابھی تم مجھ سے مصافحہ کرو تو میں اپنے تمام حقوق معاف کر دوں گا اور اگر تم نے مصافحہ نہیں کیا تو میں اپنے حقوق معاف نہیں کروں گا کہ تم میری بغیر اجازت کے میرے بڑھاپے میں مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ سینکڑوں لوگ وہاں موجود تھے جن میں مجاہدین بھی تھے، اُن تمام

لوگوں نے دیکھا کہ اس شہید نے ہاتھ اُٹھا کر اپنے باپ کے ساتھ مصافحہ کیا۔ پھر اس کے باپ نے بلند آواز سے اُس کو معاف کیا۔ اس واقعہ کی گواہی تقریباً بیس ہزار لوگ دیتے ہیں۔ [25]

ان مذکورہ تمام واقعات و دلائل سے ثابت ہوا کہ مردہ قبر میں تلاوت کر سکتا ہے اور نماز پڑھ سکتا ہے اور زندوں کا کلام سُن سکتا ہے اور حج بھی کر سکتا ہے اور گھوم پھر بھی سکتا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیّت سے۔

جیسا کہ صاحبِ تفسیر مظہری نے لکھا ہے کہ:

ان اللہ یعطی لارواحھم قوۃ الاجساد فیذھبون من الارض والسماء والجنۃ حیث یشاءون وینصرون اولیاءھم ویدمّرون اعدائھم إن شاء اللہ تعالیٰ۔

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ انبیائِ کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور اولیاء کی ارواح کو (درجہ بدرجہ) جسموں کی قوت عطا کرتا ہے تو وہ زمین، آسمان اور جنت میں جہاں بھی چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔ اور اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ **ان شاء اللہ تعالیٰ۔**

(واللہ ورسولہٗ اعلم)

حررہ:

العبد الفقیر السید احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی

حال فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

---

25 (ماھانہ "الحق" شمارہ نمبر ۱ ج ۱۷ ص ۲۲ ۱۴۰۲ھ مطابق اکتوبر ۱۹۸۱ء)